جناب ابوالحسن محمد زکریا عمرانی ایم اے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاشی شب و روز

حضور کی زندگی کا ہر لمحہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا ہر لمحہ قابل ستائش اور قابل رشک اور آپؐ کا ہر قول و فعل رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے، آپ ایک ہی وقت میں ہادی بھی تھے اور مرسل بھی، غازی بھی تھے اور تاجر بھی آپؐ کی ساری زندگی اس لحاظ سے قابل صد افتخار ہے کہ آپؐ اپنی عمر کے کسی بھی حصہ میں معاشی لحاظ سے کسی پر بوجھ نہیں بنے، آپؐ اپنے ہاتھ سے کام کرتے اور اپنی روزی خود کماتے، نہ صرف اپنے لئے بلکہ محتاجوں، مفلسوں اور تہیدستوں کیلئے بھی۔ آپؐ پر زندگی میں فراخی اور کشادگی کے وقت بھی آئے مگر آپؐ نے کبھی بھی عیش و عشرت اور امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ کو پسند نہ کیا بلکہ زاہدانہ زندگی کو اپنایا اور قلب و روح کی آبیاری ذکرِ الٰہی سے فرمائی۔

بچپن میں

بچپن کا زمانہ جسے بادشاہی دور سے تعبیر کیا جاتا ہے جب کہ بچے کو کھیل کود سے بڑھ کر اور کوئی چیز عزیز نہیں ہوتی، مگر قربان جایئے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ اس زمانے میں بھی لہو و لعب سے احتراز کرتے تھے اور کام کاج میں حتی المقدور خاندان کا ہاتھ بٹاتے تھے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنا اور اپنی روزی کا انحصار دوسروں پر کرنے کو پسند نہ فرماتے تھے،

آنحضرتؐ کی رضاعی والدہ آپؐ سے بہت زیادہ محبت کرتی تھیں۔ آپؐ بھی ان کی ہر خواہش کا احترام کرتے اور ہر ممکن طریقے پر خدمت کے لئے تیار رہتے اور اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریوں کا ریوڑ چرانے چلے جاتے، حالانکہ اس وقت آپؐ کی عمر زیادہ سے زیادہ پانچ سال کی تھی، جب آپؐ کی عمر دس بارہ سال کی ہوئی تو آپؐ نے بڑی سرگرمی سے اپنے چچا کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ آپ نے اپنے ہم عمروں کے ساتھ بکریاں بھی چرائیں۔ عرب میں اونٹ بکریاں چرانا کوئی عیب کی بات نہ سمجھی جاتی تھی، اچھے اور شریف گھرانوں کے بچے بھی بکریاں چرایا کرتے تھے۔

میدانِ تجارت میں

جوان ہوتے ہی آپؐ نے تجارت کو بطور پیشہ اختیار کیا کیونکہ یہ قریش کا پرانا مشغلہ تھا، آپؐ کے چچا ابو طالب بھی تاجر تھے اسی لئے آپؐ نے بھی تجارت کو ہی ذریعہ معاش بنایا، بچپن میں جب آپؐ کی عمر بارہ، تیرہ سال تھی اپنے چچا کے ساتھ شام کا سفر کیا، تجارتی منڈیوں کا نشیب و فراز بغور دیکھا۔ اسی سفر میں کافی تجربہ حاصل کیا اور جلد ہی تجارت میں شہرت حاصل کر لی، آپؐ کی دیانت دامانت اور راست بازی کا گھر گھر چرچا تھا۔ اس لئے لوگ اپنا سرمایہ آپؐ کو شراکت کی غرض سے دیتے تھے، آپؐ اپنی نیک خصائل اور معاملے کی صفائی کی وجہ سے لوگوں میں نہائیت ہی مقبول تھے، لوگ آپؐ کو "امین" اور "صادق" کہہ کر پکارتے اور نہائیت ہی احترام کی نگاہ سے آپؐ کو دیکھتے تھے۔ آپؐ نے شام، بُصریٰ اور یمن کے کئی کامیاب سفر کئے اور انتہائی نیک شہرت" حاصل کی۔

جب حضرت خدیجہؓ کو پتہ چلا تو انہوں نے کاروبار میں شراکت کے لئے اپنی خواہش کا اظہار کیا اور آپؐ کو کہا کہ جو معاوضہ دوسروں کو دیتی ہوں، آپؐ کو بھی دوں گی۔ چنانچہ آپؐ نے ان کی اس پیش کش کو قبول فرمالیا اور سامانِ تجارت لے کر شام کا رُخ کیا۔ اس سفر میں حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی آپؐ کے ساتھ تھا جو آپؐ کی تاجرانہ صلاحیتوں سے بہت متاثر ہُوا اور واپس آکر اس نے خدیجہؓ سے اس کا ذکر کیا۔ اس سفر میں آپؐ کو توقع سے بڑھ کر منافع حاصل ہُوا۔

خدمتِ خلق

آپؐ کی امانت و دیانت اور صداقت و راست بازی کو دیکھ کر حضرت خدیجہؓ نے آپکو شادی کا پیغام بھیجا جو آپؐ نے قبول کر لیا، چند دن بعد عرب کی اس پاکباز خاتون اور دُنیا کے جلیل القدر امین کی شادی ہوگئی، حضرت خدیجہؓ نہائیت شریف خاتون تھیں جنکا شمار عرب کے بڑے بڑے تاجروں میں ہوتا تھا۔ شادی کے بعد حضرت خدیجہؓ نے اپنا تمام مال حضورؐ کی تحویل میں دے دیا۔

آنحضرتؐ تمام تاجرانہ اوصاف حمیدہ سے موصوف تھے، شادی کے بعد آپؐ نے بڑے وسیع پیمانے پر تجارت شروع کر دی۔ اس سے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی ہوئی۔

آپؐ نے تجارت سے حاصل ہونے والی دولت سے محتاجوں، یتیموں اور بیواؤں کی سرپرستی

فرمائی۔ آپؐ کا دستر خوان سرائے عام تھا، خادم ہمہ وقت خدمت کے لئے موجود رہتے تھے۔ چونکہ حضورؐ کے چچا ابوطالب کثیر العیال تھے۔ اس لئے آپؐ نے حضرت علیؓ کی کفالت اپنے ذمہ لی اور ان کی دیکھ بھال کا خوب حق ادا کیا۔ اسی کاروبار میں اللہ تعالےٰ نے بہت برکت دی اور خصوصی نوازشات سے آپؐ کو نوازا سورت والضحیٰ کی اس آیت میں آپؐ کی اسی حالت کا ذکر کیا گیا ہے۔ وَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنىٰ،

ترجمہ:۔ "پہلے تم تنگ دست تھے پھر اس نے تمہیں تونگر بنا دیا"

صفوان بن سلیم کہتے ہیں ایک دفعہ قبل از بعثت میں نے حضورؐ سے کچھ اونٹ مانگے تو آپؐ نے ایک سو اونٹ مرحمت فرما دیئے۔ میں نے اور مانگے تو آپؐ نے ایک سو اور عنایت کئے۔ میں نے مزید مانگے تو آپؐ نے ایک سو اور اونٹ عطا کئے۔

آپؐ نے نبوت جیسی عظیم ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ تجارت کو بھی بطور ذریعہ معاش جاری رکھا تاکہ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانے پڑیں۔ ہمیں بہت سے آپؐ کے ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے بعد از بعثت آپؐ کی تاجرانہ زندگی پر روشنی پڑتی ہے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں تھا اور میرا اونٹ کثرتِ سفر کی وجہ سے بری طرح سے تھک چکا تھا، اس کی رفتار بہت سست تھی، آنحضرتؐ نے جب اونٹ کی یہ حالت دیکھی تو اسے ایک ضرب لگائی، بس پھر کیا تھا، اونٹ ایسی عمدہ رفتار سے چلنے لگا کہ اس سے پہلے کبھی ایسی رفتار نہ چلا تھا۔ پھر آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ جابرؓ! تم یہ اونٹ مجھے ایک اوقیہ (۴۰ درہم) میں فروخت کر دو"! میں نے عرض کی جناب میں حاضر ہوں اور ساتھ یہ شرط بھی کر لی کہ میں گھر تک اس پر سواری کروں گا۔ میں نے مدینہ منورہ پہنچ کر اونٹ آپؐ کے حوالے کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ انہیں اونٹ کی قیمت نقد ادا کر دو۔

حضرت عروہ بارقیؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک دینار دیا تاکہ میں آپؐ کے لئے (منڈی سے) ایک بکری خرید لاؤں۔ میں نے دینار سے دو بکریاں خریدیں، ان میں سے ایک کو ایک دینار کے بدلے فروخت کر دیا۔ اور دوسری بکری اور ایک دینار لا کر آپؐ کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دی

آپؐ نے بکری رکھ لی اور دینار اللہ تعالےٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا اور میرے حق میں دُعا کی" کہ اللہ تعالیٰ تجھے تجارت میں، ہمیشہ نفع بخشے۔" آپؐ کی دُعا کا یہ اثر ہُوا کہ میں اگر مٹی بھی خرید لیتا تو اللہ تعالےٰ مجھے نفع عطا فرماتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپؐ نے ایک راہگیر قافلہ سے ایک اونٹ خریدا، اور ان سے کہا کہ قیمت واپس آکر ادا کرتا ہوں، جب آپؐ قافلے سے کچھ فاصلے پر چلے گئے تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ بھئی ہمیں خریدار کا پتہ تو پوچھ لینا چاہیئے تھا، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم سے دھوکہ ہو جائے۔ ان میں سے ایک خاتون بولی "مطمئن رہو یہ چہرہ دھوکہ دینے والا نہیں۔"

ایک دفعہ آپؐ نے ایک غیر مسلم سے ایک گھوڑا خریدا، جب آپؐ گھوڑا لے کر جا چکے تو بائع کو خیال آیا کہ گھوڑا سستا گیا۔ تب اس نے مختلف ہتھکنڈوں سے گھوڑا واپس کرانا چاہا۔ بائع نے گھوڑے کی واپسی کا تقاضا کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ بھئی میرے اور تمہارے درمیان اس کا سودا ہو چکا ہے۔ اب واپسی کیسی؟ بائع نے کہا "اس پر شاہد پیش کریں"۔ وہ جانتا تھا کہ سودے کے وقت وہاں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ یہ سارا ماجرا ایک مسلمان بھی سن رہا تھا۔ وہ فوراً پکار اُٹھا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ گھوڑا تم سے خریدا ہے۔ جب بائع جا چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت دینے والے مسلمان سے پوچھا کیا تم ہمارے سودے کے وقت حاضر تھے؟ اس نے جواباً کہا حضور حاضر تو نہ تھا مگر مجھے یقین تھا کہ آپؐ جو کہتے ہیں وہ سچ ہے کیونکہ آپؐ کی زبانِ مبارک سے کبھی جھوٹ سرزد نہیں ہوا، اس لئے مجھے شہادت دینے میں کسی قسم کا تامل نہ ہوا۔

آپؐ کبھی کبھار بازار میں بھی خرید و فروخت کے لیے چلے جاتے اور ضرورت کی اشیاء خرید لاتے، ایک مرتبہ آپؐ غلہ منڈی میں گئے وہاں غلے کا ایک انبار لگا ہوا دیکھا۔ آپؐ نے اسے اُلٹ پلٹ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اوپر خشک غلہ ہے اور نیچے بھیگا ہوا یا اُوپر اعلیٰ قسم کا غلہ اور نیچے ردی قسم کا۔ اس پر آپؐ نے دوکاندار کو بُلایا اور اُسے تنبیہہ فرمائی کہ یاد رکھو مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا۔ "جو آدمی دھوکہ دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

آپؐ نے نبوت کی گوناگوں مصروفیات کے باوجود تجارت کو ترک نہیں کیا تھا بلکہ اسے بطور ذریعہ معاش تادمِ آخر جاری رکھا جیسے کہ مذکورہ بالا واقعات سے عیاں ہے۔ آپؐ صحابہ کرامؓ کو اصولِ تجارت سے آگاہ

فرماتے اور انہیں تجارت کے اپنانے کا مشورہ دیتے، یہی وجہ ہے کہ جو صحابہ کرامؓ آپؐ کے زیادہ قریب رہے وہ فنِ تجارت میں ماہر زیادہ ثابت ہوئے اور انہیں خوب ترقی ہوئی اور تجارت سے کمائی ہوئی دولت سے اشاعتِ اسلام کا کام لیا۔

فتوحات سے قبل آپؐ کا اصل اور بنیادی ذریعہ معاش تو تجارت ہی تھا مگر بعد میں اللہ تعالےٰ نے اسلام اور اہلِ اسلام کو دُنیاوی جاہ و جلال سے نوازا اور خطہ ارضی پر ایک اسلامی مملکت کا قیام عمل میں آیا تو حضور اکرمؐ کے ذرائع معاش میں بھی اضافہ ہو گیا جیسے مالِ غنیمت کا خُمس، مالِ فے، خصوصاً اراضی فدک اور سلاطین و ملوک کی طرف سے تحائف وغیرہ، ان ذرائع سے جو مال حاصل ہوتا اُس سے اپنے اہل و عیال کا واجبی خرچہ سال بھر کا رکھ لیتے اور باقی تمام مال فی سبیل اللہ خرچ کر دیتے۔

مالِ غنیمت کا خُمس مقاتلہ اور جنگ کے بعد کفار کے جن اموال پر مسلمانوں کا قبضہ ہو اس کو غنیمت کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے غنیمت کے مال کو یوں تقسیم فرمایا ہے کہ کُل مالِ غنیمت کی چھوٹی بڑی چیز کو ایک جگہ جمع کر کے اس کے پانچ حصے کئے جائیں چار حصے غازیوں کے ہیں جو لڑائی میں شریک ہُوئے اور پانچویں حصے کے پھر پانچ حصے کئے جائیں، اُن میں سے ایک حصہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، دوسرا حصہ آپؐ کے اقربا کا، تیسرا حصہ یتیموں کا، چوتھا حصہ مسکینوں کا اور پانچواں حصہ محتاج اور نادار مسافروں کا ہے۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ آیت میں اسی حکم کی تفصیل مذکور ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خُمس سے جو حصہ ملتا تھا آپؐ اس سے اپنی گھریلو ضروریات کو پورا فرماتے اور ازواج مطہرات کو سال بھر کا خرچہ دے کر باقی جو کچھ بچتا اسے محتاجوں اور مفلسوں پر خرچ کر دیتے اور ضرورت سے زائد مال کو ایک دن کے لئے بھی گھر میں نہ رکھتے بلکہ اُسے فوراً بانٹ دیتے تھے۔

اراضی فدک فے وہ مال ہے جو دشمنوں سے لڑے بھڑے بغیر حاصل ہو، جیسے صلح سے یا کوئی لاوارث شخص مسلمانوں کے ملک میں ہو اس کے مرنے کے بعد جو کچھ اس کا سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگے یا خراج کے طور پر مال ملے وہ سب مالِ فے کہلائے گا۔ اراضی فدک بھی مالِ فے ہے کیونکہ وہ بغیر جنگ و جدال مسلمانوں کے ہاتھ لگی تھیں۔

اہلِ فدک کو جب معلوم ہُوا کہ مسلمانوں نے خیبر کو فتح کر لیا ہے تو انہوں نے محیصہ بن مسعود کے ذریعے مسلمانوں سے فدک کا تصفیہ شرائط پر طے کیا تھا جن شرائط پر خیبر کا معاملہ طے ہُوا تھا، یعنی کھیتی باڑی اہلِ فدک کریں گے اور پیداوار کا نصف حصّہ مسلمانوں کو مِلے گا۔

اراضی فدک چونکہ مالِ فے تھا اس لیئے وہ خاص رسُول اللہ کی مِلک ٹھہری مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ ۔ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کی تفصیل یُوں بیان فرمائی ہے۔

فدک سے جو آمدنی موصُول ہوتی تھی آپؐ اس سے اپنے قریبی اقرباءؑ کو باقاعدہ حِصّہ دیتے اور ضرورت سے زائد مال کو عامۃ المسلمین کی فلاح وبہبود پر صَرف کرتے تھے۔

فدک ۶ھ کے آخر میں فتح ہُوا تھا، یہ آپؐ کے لیئے مستقل آمدنی کا ذریعہ تھا۔ اس کی اراضی کو اپنے مسلمانوں میں تقسیم نہیں کیا تھا، کیونکہ یہ بوجہ مالِ فے آپؐ کے لیئے مخصوص تھا۔ اراضی خیبر کو آپؐ نے غازیانِ اسلام میں تقسیم کر دیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق آپؐ خیبر کی آمدنی سے بھی کچھ حِصّہ گھریلو ضروریات کیلئے لیتے تھے، کیونکہ خیبر کی بعض بستیاں فدک کی طرح ہاتھ آئی تھیں۔

اسی طرح اراضی بن نضیر بھی مالِ فے ہی تھا جو کہ رسُولؐ اللہ کے لیئے مخصوص تھی۔ آپؐ اِس سے ازواجِ مطہرات کو نان نفقہ دیتے اور باقی تمام مال سے ملکی حفاظت و دِفاع کی خاطر ہتھیار خریدتے اور فوجی ضروریات پر صَرف کرتے تھے۔

تحائف صحابہ کرامؓ، یہودی اور عیسائی جو چیزیں آپؐ کو بطور تحفہ بھیجتے آپؐ اُسے قبول فرما لیتے مگر مشرک کا ہدیہ لینے سے انکار فرما دیتے۔ عموماً آپؐ کو کھانے کی چیزیں، سواری کے جانور اور دیگر ضروریات کی اشیا ہدیہ میں دی جاتی تھیں، گاہے بگاہے آپؐ بھی انہیں تحفے ارسال فرماتے تھے۔

سلاطین کی طرف سے بھیجے ہُوئے تحائف کو آپؐ اپنے صحابہؓ میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ ہاں جو چیز آپؐ کو پسند ہوتی تھی وہ اپنے لِیئے رکھ لیتے تھے۔ چند تحائف کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ ایک دفعہ دیباج کی قبائیں آپؐ کے پاس ہدیہ میں آئیں، اُن پر سونے کا کام کیا ہوا تھا۔ آپؐ نے انہیں بعض صحابہؓ میں تقسیم کر دیا۔ اور ان میں سے ایک قبا آپؐ نے

مخرمہ بن نوفل کے لئے رکھ دی۔ جب مخرمہ اپنے لڑکے مسعود کے ساتھ آیا تو آپؐ نے اس کا استقبال کیا، ر وہ قبا اس کو دیدی ـــــ مقوقس حاکم اسکندریہ نے آپؐ کو ہدیہ بھیجا اس میں ماریہ قبطیہؓ اور سیرینؓ ی تھیں، ایک خچر، ایک گدھا اور کئی اور ضرورت کی اشیاء تھیں حضورؐ نے حضرت ماریہؓ کو اپنے لے پسند فرمایا وہ آپؐ کی اُمّ الولد تھیں، حضرت سیرینؓ کو حضرت حسانؓ کو بخش دیا،

شاہ نجاشی نے آپؐ کو ہدیہ بھیجا آپؐ نے اُسے قبول فرمایا، اور اس کے بدلے خود بھی نجاشی کے لئے ہدیہ روانہ فرمایا، اسی طرح فروہ جذامی نے آپؐ کو سفید خچر ہدیہ بھیجا جس پر غزوہ حنین میں آپؐ سوار ہوئے تھے۔

وہ کون ہے یہاں جو گرفتارِ غم نہیں؟

عبدالرحمٰن عاجزؔ مالیرکوٹلوی، لائلپور،

دل کیا کہا، عزیز نہیں، محترم نہیں
تیری نظر کی زد میں ہے یہ بات کم نہیں

منڈلا رہا ہے، سر پہ ترے طائرِ اجل
پھر بھی لحد کی فکر، قیامت کا غم نہیں

جو درد مجھکو تیری نظر نے عطا کیا،
تری قسم، وہ نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں

رختِ سفر نہ کھول، نقوشِ قدم نہ دیکھ
کیا تو مسافرِ رہِ ملکِ عدم نہیں

آخر شکایتِ غمِ دنیا سے فائدہ،
وہ کون ہے یہاں جو گرفتارِ غم نہیں؟

گھبرا نہ زندگی کے نشیب و فراز سے
جس کو مداومت ہو کوئی ایسا غم نہیں

غم کی متاعِ بیش بہا اس کی دین ہے
اب دل میں کوئی خواہشِ جاہ و حشم نہیں

رقص و سرود، بزمِ طرب محفلِ نشاط
ہرگز یہ شانِ امتِ خیر الامم نہیں

وہ سرفراز ہو نہ سکا راہِ عشق میں
جو آستانِ پاک پر ہر وقت خم نہیں

خالق کو چھوڑ کر جھکے مخلوق کی طرف
عاجزؔ کا یہ اصول خدا کی قسم نہیں،